مسند احمد بن حنبل میں روایت کردہ منتخب قصص الحدیث کا تحقیقی جائزہ

Analytical review of selected Qisas-ul-Hadtih narrated in Musnad-E-Imam Ahmad bin Hanbal

☆محمد نوید
پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات
☆☆ڈاکٹر محمد نواز
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات

Abstract:
Out of all Masanid, Musnad-E-Imam Ahmad bin Hanbal is the supreme and predominate. According to groups of Muhadithin either in erlier or later era, Musnad-E-Imam Ahmad bim Hanbal is the chief and comprehensive catalague preserving the Sunnah. Qisas-ul-Hadith (Story based Ahadith) have also been described in Musnad-E-Imam Ahmad bin Hanbal. Prophets, saints, scholars and other people have shown clear tendency towards stories and tales, and they continued preaching and advising the public through stories and tales along with lateral arguments. Even Quran and Hadith like the story based mode. Musnad-E-Imam Ahmad bin Hanbal contains numerous historical, social and preachable aspects of various historical factions providing the moral lessons for different fields; though it also includes some feeble(ضعیف) and fake (موضوع) narrations. With respect to various scholars, Imam Ahmad bin Hanbal quoted the narrations only from those narrators whose truthfulness, integrity and honesty was proved without any sneer; that's why the Musnad contains only those narrations which were accurate according to Imam Ahmad bin Hanbal. Therefore, an ordinary pupil in the field of Hadith perceives all the Qisas-ul-Hadith in Musnad-E-Imam Ahmad bin Hanbal as accurate or true, and they are being spread in whole society as they are. Today, there is need to unveil the etiology of these Qisas-ul -Hadith; following this purpose, the article with title "Analytical review of selected Qisas-ul-Hadtih narrated in Musnad-E-Imam Ahmad bin Hanbal" was chosen.

Keywords: Stories, Ahmad Bin Hanbal, Musnad-E-Imam Ahmad bin Hanbal, narrations, Qisas-ul-Hadith.

"مسند احمد بن حنبل" امام احمد بن حنبل کی تالیف ہے، آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں، فقہ حنبلی کے مؤسس و بانی ہیں۔ مسنَد اس کتاب کو کہتے ہیں، جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے بیان کردہ احادیث جمع کی جائیں۔[1] مسانید میں سب سے زیادہ قدر منزلت اور نفع کے لحاظ سے مسند الامام احمد ہے، محدثین کا اوّل و آخر دستہ اس بات کا شاہد ہے کہ مسند احمد سنت کی سب سے بڑی محافظ اور کتبِ سنت میں سے سب زیادہ جامع کتاب ہے۔ بقول امام ابن کثیر "مسند احمد" کا کثرتِ حدیث وحسنِ سیاقت کی وجہ سے دیگر مسانید کے ساتھ موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔[2] بعض علماء نے مسند احمد بن حنبل کو تیسرے درجہ پر رکھا ہے، تاہم بعض علماء نے اس سے اختلاف کیا، اور اس عظیم الشان کتاب کو درجۂ ثانیہ عطا کیا، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی نے مسند احمد بن حنبل کو درجۂ ثانیہ پر رکھا ہے، اس درجہ میں سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی اور مسند احمد بن حنبل ہیں۔[3] علماء جب لفظِ مسنَد کو علی الاطلاق استعمال کرتے ہیں، تو اس سے مراد امام احمد بن حنبل کی کتاب "المسنَد" ہوتی ہے، جو "مسنَدِ احمد بن حنبل" کے نام سے معروف ہے۔ چونکہ بعض علماء کی رائے کے مطابق امام احمد بن حنبل نے اس مسند میں صرف انہی حضرات سے روایات نقل کی ہیں، جن کی صداقت و دیانت، امانت میں طعن کے بغیر ثابت ہے،[4] نیز اس میں صرف وہی روایات وارد کی ہیں، جو آپ کے ہاں صحیح ہیں۔[5] اس لیے ایک عام طالبِ حدیث کی فہم و ادراک میں مسند احمد بن حنبل میں روایت کردہ تمام قصص الاحادیث صحیح یا حسن ہیں، حالانکہ حقیقت میں مسند احمد بن حنبل میں بعض ایسی احادیث کا وجود بھی ہے، جن پر وضع یا ضعف کا حکم ہے، مثال کے طور پر ابن جوزی نے اڑتیس (۳۸) احادیث پر وضع کا حکم لگایا ہے، اور بعض محققین کے نزدیک مسند احمد میں کثیر تعداد میں احادیث ضعیفہ ہیں، اگرچہ امام ابن حجر عسقلانی جیسے محققین نے ان کا ردِّ نفیس کیا ہے،[6] تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ مسند احمد بن حنبل میں بعض ایسے قصص الحدیث موجود ہیں، جو ضعیف یا اشد ضعیف کا درجہ رکھتے ہیں، اور وہ قصص الحدیث زبان زدِ عام ہوتے چلے جا رہے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ ان قصص الحدیث کے علل کو واضح کیا جائے، اسی امر کے پیشِ نظر مقالۂ ہٰذا "مسند احمد بن حنبل میں روایت کردہ منتخب قصص الحدیث کا تحقیقی جائزہ" کا انتخاب کیا گیا ہے۔

فطرتی طور پر عوام و خواص قصص میں رغبت رکھتے آئے ہیں، قرآن و حدیث میں بھی دلچسپ حکایات و قصص مذکور ہیں ، انبیاء، اولیا، اور علماء سے عوام الناس تک قصص و حکایات کے رجحانات واضح رہے ہیں اور انہوں نے دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ قصص و حکایات کے ذریعہ پیغام رسانی اور دروس و عبر کا سلسلہ جاری رکھا، حتیٰ کہ قرآن و سنت کا منہج و اسلوب بھی قصص و حکایات سے رغبت رکھتا ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں بھی قصص الحدیث بیان کیے گئے ہیں، اگرچہ مسند احمد بن حنبل میں روایت کردہ قصص الحدیث سے

تعلیم و تعلّم، دروس و عبر اور مختلف اقوام کے تاریخی، تہذیبی و دعوتی مباحث کا حصول ہوتا ہے۔ لیکن اس میں بعض ضعیف حتیٰ کہ موضوع قصص الحدیث بھی شامل ہو گئے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جو کہ امام المحدثین ہونے کے ساتھ فقہ حنبلی کے مؤسس وبانی ہیں، کی مسند میں مذکور ان قصص الحدیث سے ان پر کوئی حرف نہیں آتا، کیونکہ آپ نے صرف ان احادیث کو اس مسند میں درج کر دیا، جو مشہور و معروف تھیں، بصورتِ دیگر آپ خود فرماتے ہیں کہ انہوں نے مسند میں احادیثِ مشہورہ بیان کی ہیں، اور ان لوگوں کا راز افشاں نہیں کیا، جن پر اللہ تعالیٰ کا پردہ ہے، اگر امام احمد بن حنبل ان روایات کا ارادہ کرتے جو ان کے نزدیک صحیح ہیں، تو اس میں چند ایک روایات رہ جاتیں۔[7] اس معاملہ میں الزام تراشی نہیں کی جاسکتی، خصوصاً جب کوئی روایت کثیر طرق سے مروی ہو، تو انسان سے غلطی ہونا بھی بعید نہ ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ ذیل میں مسند احمد بن حنبل میں مذکور ان قصص الحدیث کو بیان کیا جارہا ہے، جن میں ایسے علل پائے جاتے ہیں، جو صحتِ حدیث کے منافی ہیں۔

قصۃ الحدیث:1

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ،عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:"لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا إِبْلِيسُ، وَكَانَ لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ، فَقَالَ:"سَمِّيهِ عَبْدَالْحَارِثِ، فَإِنَّهُ يَعِيشُ، فَسَمَّوْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَعَاشَ، وَكَانَ ذَلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ، وَأَمْرِهِ-[8]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: جب حضرت حواء (علیہا السلام) امید سے ہوئیں، تو ان کے پاس شیطان آیا، چونکہ حضرت حواء (علیہ السلام) کا کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا، سو شیطان نے ان سے کہا کہ اپنے بچے کا نام عبد الحارث رکھ دو، تو وہ زندہ رہے گا، چنانچہ انہوں نے اپنے بچے کا نام عبد الحارث رکھ دیا اور وہ زندہ بھی رہا، یہ شیطان کے وسوسے اور فرمائش پر ہوا۔

محلِّ نظر:

کثیر مفسرین و محدثین نے قصہ مذکورہ بالا کو اللہ تعالیٰ کی درج ذیل آیت سے منسلک کیا ہے، تاہم اس کی تفسیر و تشریح نہایت اہم ہے، کیونکہ مفسرین و محدثین نے اس پر تفصیلاً کلام کیا ہے، لہٰذا کسی کی طرف کوئی بھی بات منسوب کرنے سے پہلے ان کے تفسیری و تشریحی نکات سمجھنا بہت ضروری ہیں، آیت کریمہ یہ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا

فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ- فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

"وہی رب جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر اسی سے اس کی زوجہ بنائی تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے، پھر مرد نے جب اسے ڈھانپ لیا، تو اسے خفیف سا حمل ہو گیا، وہ اس کے ساتھ چل پھر رہی تھی، پھر جب وہ بوجھل ہو گئی، تو دونوں نے اللہ یعنی اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اگر تو نے ہمیں صحیح وسالم بیٹا عطا کیا، تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے، پس جب اللہ نے انہیں صحیح وسالم بیٹا عطا کیا، تو انہوں نے اس کی عطا میں اس کے شریک ٹھہرا لیے، سو اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے، جس میں وہ شرک کرتے ہیں۔"[9]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول محتشم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت حواء علیہا السلام نے نذر مانی کہ اگر ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا، تو اس کا نام عبد الحارث رکھیں گے،[10] پس جب حضرت حواء (علیہا السلام) امید سے ہوئیں، تو ان کے پاس شیطان آیا، چونکہ حضرت حواء (علیہا السلام) کا کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا، سو شیطان نے ان سے کہا کہ اپنے بچے کا نام عبد الحارث رکھ دو، تو وہ زندہ رہے گا، چنانچہ انہوں نے اپنے بچے کا نام عبد الحارث رکھ دیا اور وہ زندہ بھی رہا، پس یہ شیطان کے وسوسے اور فرمائش پر ہوا۔[11]

درج بالا روایت کو اصولیینِ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو صرف عمر بن ابراہیم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے،[12] یہی وجہ ہے کہ علامہ شعیب الارنؤوط اور ان کے رفقاء رقمطراز ہیں کہ یہ روایت دو طرق سے ضعیف الاسناد ہے:

1۔ عمر بن ابراہیم عبدی البصری کا حضرت قتادہ سے روایت کرنے میں ضعف ہے۔

2۔ اس سند میں حسن[13] نامی شخص تدلیس میں مشہور ہیں۔[14]

امام ترمذی نے اس کی بابت فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے، تاہم صرف عمر بن ابراہیم از قتادہ ہی اسے مرفوعاً بیان کیا گیا ہے، اور بعض نے اس روایت کو عبد الصمد سے بیان کیا ہے، لیکن اس میں یہ حدیث مرفوع نہ ہے۔[15] مقالہ نگار کی تحقیق میں امام احمد بن حنبل نے خود عمر بن ابراہیم کو ضعیف کہا ہے، بلکہ یہاں تک کہا ہے کہ ان کی روایات میں منکر احادیث شامل ہیں۔[16] امام ذہبی نے ان کے لیے "له غلط يسير" فرمایا ہے۔[17] امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ روایت تین وجوہ کی بناء پر معلول ہے:

1۔ عمر بن ابراہیم بصری، جس کو امام ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے، کی بابت ابو حاتم رازی فرماتے ہیں کہ اس کی روایات سے

حجت نہ پکڑی جائے گی۔

2۔ اس روایت کے الفاظ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے ہیں، نہ کہ اس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے، جیسا کہ ابن جریر نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے۔

3۔ حسن نے قرآن کریم کی اس آیہ (فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا[18]) کی خود تفسیر کی ہے، لیکن اس میں کہیں اس روایت کا تذکرہ نہیں کیا، اگر حسن کے نزدیک یہ حدیث مرفوع ہوتی، تو اس سے اعراض نہ کرتے۔ پھر امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں خود حضرت حسن سے (جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا[19]) کی تفسیر روایت کی ہے کہ اس سے مراد بعض اہلِ ملل ہیں، نہ کہ حضرت آدم وحواء علیہما السلام۔ نیز حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حسن خود اس آیہ کی تفسیر میں کہا کرتے تھے کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد بخشی، اور انہوں نے ان کو بھی یہودی و نصرانی بنالیا،[20] ابن جریر طبری کی روایت بھی اسی کی مؤید ہے۔[21]

حضرت معمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس قصہ (جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا[22]) سے حضرت حواءو آدم مراد نہ ہیں، بلکہ آپ کی وہ ذریت مراد ہے، جس نے آپ کے بعد شرک کیا۔[23] یہ اسانید جو حضرت حسن سے مروی ہیں، صحیح ہیں، جن میں آپ نے خود اس آیت مذکورہ کی تفسیر فرمائی ہے، نیز یہی سب سے بہترین و عمدہ تفسیر ہے، اگر حدیث مذکورہ بالا کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہوتی، تو حسن اور دیگر محققین اس سے عدول نہ کرتے، یہ دلائل اس بات کے شاہد ہیں کہ یہ روایت کسی صحابی کی ہے، جس میں یہ احتمال موجود ہے کہ انہوں نے کسی اہلِ کتاب سے سنا ہو، جو ایمان لے آیا ہو، مثلاً! حضرت کعب و وہب بن منبہ وغیرہما رضی اللہ عنہا، لہٰذا موقوف کہلائے گی، تاہم اس کے مرفوع ہونے سے ہم بالکلیہ بری ہیں۔ واللہ اعلم[24]

درج بالا تحقیق کے علاوہ ابن القیسرانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے،[25] نیز علامہ البانی نے اس کو روایاتِ ضعیفہ میں شمار کیا ہے،[26] چنانچہ آپ اس حدیث کی بابت رقمطراز ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے، اگرچہ امام حاکم وذہبی نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے، تاہم ان سے اس معاملہ میں تسامح ہوا ہے، کیونکہ حسن کا حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے سماع مشہور نہ ہے، نیز حسن مدلس بھی ہیں، انہوں نے حضرت سمرہ سے سماعت کی تصریح نہیں کی، بلکہ امام ذہبی خود ایک مقام پر رقمطراز ہیں کہ "كان الحسن كثير التدليس" حسن بہت زیادہ تدلیس کیا کرتے تھے۔ مزید برآں امام ابن عدی نے اس روایت کو معلول قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ عمر بن ابراہیم کی حضرت قتادہ سے روایت مضطرب ہے، لہٰذا اس حدیث کا ضعیف ہونا خوب واضح ہے۔[27]

مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق یہی قول درست ہے، کیونکہ علامہ مبارکپوری نے سنن ترمذی کی شرح میں فرمایا ہے کہ طبقۂ

ثانیہ میں سے حضرت قتادہ، سدی، سلف صالحین کی ایک جماعت اور متأخرین مفسرین کی جماعت نے جن کا کثرت کی وجہ سے شمار نہیں کیا جاسکتا، کے نزدیک یہ حدیث اہلِ کتاب سے ماخوذ ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت حواء علیہا السلام امید سے ہوئیں، تو ان کے پاس شیطان آیا، اور کہا کہ اگر تم میری بات مانو گی، تو تمہارا بچہ صحیح سالم رہے گا، لہٰذا تم اپنے ہونے والے بچہ کا نام عبد الحارث رکھ دینا، جب حضرت حواء علیہا السلام کے ہاں بچہ پیدا ہوا، تو آپ نے اس کا نام عبد الحارث نہ رکھا، اور وہ فوت ہو گیا، ایک عرصہ بعد جب پھر امید سے ہوئیں، تو شیطان نے وہی کچھ کہا، جو پہلے کہا تھا، لیکن آپ نے اس کا کہنا نہ مانا، جب تیسری مرتبہ شیطان آیا، تو اس نے کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی، تو تمہارے ہاں جانور پیدا ہو گا، یوں شیطان نے ان کو ڈرایا دھمکایا، پس انہوں نے اس کا نام عبد الحارث رکھ دیا۔ اس جیسے دیگر آثار اس بات کے شاہد ہیں کہ یہ اسرائیلی روایت ہے۔[28] ابن جریر طبری کی روایت جو اسی روایت کے مثل ہے، نبی اکرم ﷺ سے منقول نہ ہے، بلکہ حضرت سدی سے مروی ہے۔[29] لہٰذا یہ امر نہایت واضح ہے کہ یہ روایات مرفوع نہیں ہیں، واللہ اعلم۔ جہاں تک معاملہ ہے قرآنی آیات کا، تو اس سے مراد حضرت آدم و حواء علیہا السلام نہ ہیں، بلکہ اس سے مراد آپ کی اولاد میں سے مشرکین ہیں،[30] یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾[31]

"اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے بری ہے۔"

اگرچہ اس آیتِ کریمہ سے بعض مفسرین نے حضرت آدم و حواء علیہا السلام کا قصہ مراد لیا ہے، اور پھر تاویل کی ہے کہ اس شرک سے مراد صرف نام رکھنے میں شرک ہے، نہ کے عبادت میں، لیکن جمہور مفسرین کا کہنا ہے کہ اگر اس آیت میں حضرت آدم و حواء علیہا السلام کا قصہ مراد لیا جائے، تو ان پر شرک کی تہمت لگے گی، اور اس قول سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، نیز اگر ان دونوں کا شرک مراد ہوتا، تو "يُشْرِكُونَ" جمع کا صیغہ نہ وارد کیا جاتا، بلکہ "یشرکان" تثنیہ کا صیغہ استعمال کیا جاتا، جو دو افراد پر دلالت کرتا ہے، جبکہ "یشرکون" تین یا اس سے زائد پر دلالت کرتا ہے۔ تاہم حضرت آدم و حواء علیہا السلام کا ذکر کرنا، تمہید کے طور پر ہے، اور شرک کا قصہ آپ کی مشرک اولاد کی طرف منسوب ہے۔ مزید بر آں یہ ایسا ہی ہے کہ حضرت آدم و حواء علیہا السلام کے کسی بیٹے کو آدم اور بیٹی کو حواء کہہ دیا جائے، یعنی شخص بول کر جنس مراد لی جائے۔[32]

قصۃ الحدیث:2

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ

عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ سَمِعَ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:"إِنَّ آدَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَهْبَطَهُ اللهُ تَعَالَى إِلَى الْأَرْضِ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: أَيْ رَبِّ، {أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ[33]}، قَالُوا: رَبَّنَا نَحْنُ أَطْوَعُ لَكَ مِنْ بَنِي آدَمَ. قَالَ اللهُ تَعَالَى لِلْمَلَائِكَةِ: هَلُمُّوا مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، حَتَّى يُهْبَطَ بِهِمَا إِلَى الْأَرْضِ، فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلَانِ. قَالُوا: رَبَّنَا، هَارُوتُ وَمَارُوتُ. فَأُهْبِطَا إِلَى الْأَرْضِ، وَمُثِّلَتْ لَهُمَا الزُّهَرَةُ امْرَأَةً مِنْ أَحْسَنِ الْبَشَرِ، فَجَاءَتْهُمَا، فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا، فَقَالَتْ: لَا وَاللهِ، حَتَّى تَكَلَّمَا بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ مِنَ الْإِشْرَاكِ. فَقَالَا: وَاللهِ لَا نُشْرِكُ بِاللهِ أَبَدًا. فَذَهَبَتْ عَنْهُمَا ثُمَّ رَجَعَتْ بِصَبِيٍّ تَحْمِلُهُ، فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا، فَقَالَتْ: لَا وَاللهِ، حَتَّى تَقْتُلَا هَذَا الصَّبِيَّ، فَقَالَا: وَاللهِ لَا نَقْتُلُهُ أَبَدًا. فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ بِقَدَحِ خَمْرٍ تَحْمِلُهُ، فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا، فَقَالَتْ: لَا وَاللهِ، حَتَّى تَشْرَبَا هَذَا الْخَمْرَ. فَشَرِبَا، فَسَكِرَا فَوَقَعَا عَلَيْهَا، وَقَتَلَا الصَّبِيَّ، فَلَمَّا أَفَاقَا، قَالَتِ الْمَرْأَةُ: وَاللهِ مَا تَرَكْتُمَا شَيْئًا مِمَّا أَبَيْتُمَاهُ عَلَيَّ إِلَّا قَدْ فَعَلْتُمَا حِينَ سَكِرْتُمَا، فَخُيِّرَا بَيْنَ عَذَابِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَاخْتَارَا عَذَابَ الدُّنْيَا "۔[34]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: کیا تو ایسی مخلوق کو زمین پر اتار رہا ہے، جو فساد برپا کرے گی، اور خون بہائے گی، حالانکہ ہم تیری تعریف و تقدیس بیان کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ فرشتوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! ہم بنی آدم سے زیادہ اطاعت گزار ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ایسی بات ہے تو دو فرشتے لے آؤ، تاکہ ان کو زمین پر اتارا جائے، دیکھتے ہیں وہ کیسے اعمال بجالاتے ہیں۔ فرشتوں نے عرض کی: ہاروت اور ماروت کو زمین پر اتار دے، سو ان دونوں کو اتار دیا گیا۔ اور زہرہ ستارہ کو سب سے زیادہ حسین و جمیل عورت کی شکل عطا کی گئی، اور وہ ان دونوں کے پاس آئی، تو ان دونوں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا، اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! ہر گز نہیں، ہاں اگر تم یہ شرکیہ کلمہ کہ دو، تو تمہاری خواہش پوری کی جائے گی، ہاروت وماروت نے کہا: واللہ! ہم تو شرک کبھی نہ کریں گے، وہ حسین و جمیل عورت واپس لوٹ گئی، اور ایک بچے کو اٹھائے ہوئے آئی، اور کہا: اس بچے کو قتل کر دو تو تمہاری خواہش پوری کی جائے گی، ہاروت وماروت نے کہا: واللہ! ہم تو اس کو کبھی قتل نہ کریں گے، وہ پھر واپس لوٹ گئی، اور ایک شراب کا پیالہ اٹھائے ہوئے آئی، ان دونوں نے پھر اپنی خواہش کا اظہار کیا، تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہر گز نہیں، ہاں اگر تم یہ شراب کا پیالہ نوش کر لو، تو تمہاری خواہش پوری کی دی جائے گی، ہاروت وماروت نے وہ شراب کا پیالہ پیا، اور نشہ میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے اس عورت سے اپنی خواہش بھی پوری کی اور بچہ کو بھی قتل کر دیا، جب افاقہ ہوا، تو عورت نے

بتایا کہ جس کا تم نے انکار کیا تھا، تم حالتِ نشہ میں وہ سب بجالائے ہو۔ سو ان کو دنیا و آخرت کے عذاب میں اختیار دیا گیا، اور انہوں نے دنیوی عذاب کو اختیار کر لیا۔

محلِّ نظر:

اس قصۃ الحدیث کی بابت کثیر علماء نے لکھا ہے کہ اس کا متن باطل ہے، نیز یہ قصۃ الحدیث ضعیف الاسناد ہے، کیونکہ اس میں موسیٰ بن جبیر انصاری کی بابت امام ابن حبان نے لکھا ہے کہ اس سے غلطی و مخالفت بھی ہو جایا کرتی تھی۔[35] ابن قطان فرماتے ہیں کہ موسیٰ بن جبیر انصاری کے احوال معلوم نہ ہیں، جبکہ "تقریب التہذیب" میں اس کو مستور الحال لکھا گیا ہے۔[36] جبکہ دوسرے راوی یعنی "موسیٰ بن جبیر" سے روایت کرنے والے "زہیر بن محمد خراسانی" کی بابت امام ابو حاتم نے کہا ہے کہ اس کی یادداشت کمزور تھی،[37] علامہ شعیب الارنؤوط و دیگر محققین نے امام ابن معین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے اس کو ایک مقام پر ضعیف قرار دیا ہے،[38] امام نسائی کے کے نزدیک "زہیر بن محمد خراسانی" قوی نہیں ہے،[39] امام ابن حبان کی تحقیق کے مطابق "زہیر بن محمد" غلطی و مخالفت کرنے والے ہیں،[40] بقول امام دارمی "زہیر بن محمد خراسانی" اغالیطِ کثیرہ کا حامل ہے،[41] نیز امام ابن حجر عسقلانی نے علامہ الساجی کے حوالہ سے "منکر الحدیث" لکھا ہے۔[42] علامہ شعیب الارنؤوط اور ان کی جماعت کی اس قصۃ الحدیث کی بابت تحقیق یہی ہے کہ اس قصہ کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف درست نہ ہے، بلکہ یہ حضرت کعب الاحبار کے قصص کا ایک قصہ ہے، جن کو انہوں نے کتبِ بنی اسرائیل سے نقل کیا ہے، امام عبد الرزاق و جریر نے اس کو "از سفیان از موسیٰ بن عقبہ از سالم از ابن عمر از کعب الاحبار" نقل کیا ہے، اور یہی سند بنسبت سند مرفوع کے اقوی و اصح ہے۔[43]

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کی اخبار میں سے ایک قصہ ہے، جس کو ابن عمر نے حضرت کعب الاحبار سے نقل کیا ہے، تاہم یہ قصہ بنی اسرائیل کی خرافات میں سے ہو سکتا ہے۔[44] شیخ احمد شاکر رقمطراز ہیں کہ اس قصہ کے تمام طرق معلول ہیں، جن کی مخالفت عقل پر واضح ہے، نہ صرف یہ کہ اس میں عصمتِ ملائکہ کی نفی ہوتی ہے، بلکہ وہ ستارہ جو دیکھنے میں چھوٹا لیکن درحقیقت زمین سے ہزاروں گنا بڑا ہے، کی بابت کہا گیا ہے کہ وہ ایک چھوٹی سی عورت کی شکل میں نمودار ہوا۔[45] پس اگرچہ یہ قصہ کثیر طرق سے مروی ہے، تاہم مقالہ نگار کی درج بالا تحقیق کے مطابق یہ روایت نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنا قطعاً درست نہ ہے، نیز دلیل عظیم یعنی قرآن کریم میں ذکر ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، محض وہی بجالاتے ہیں، جس کا حکم دیا گیا ہو۔[46] پس ملائکہ صرف احکاماتِ خداوندی بجالاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ امام قرطبی نے ایسے واقعات کو عمداً ملائکہ کی طرف منسوب کرنے کی بابت سخت لہجہ اپنایا

ہے، آپ نے لکھا ہے کہ ایسی بات فرشتوں کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں، ہم ان معزز فرشتوں کو اس تمام سے بری و منزہ قرار دیتے ہیں، جس کو بعض مفسرین نے نقل کیا۔[47]

قصۃ الحدیث:3

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:"ضَافَ ضَيْفٌ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَفِي دَارِهِ كَلْبَةٌ مُجِحٌّ، فَقَالَتِ الْكَلْبَةُ: وَاللهِ لَا أَنْبَحُ ضَيْفَ أَهْلِي، قَالَ: فَعَوَى جِرَاؤُهَا فِي بَطْنِهَا، قَالَ: قِيلَ مَا هَذَا؟ قَالَ: فَأَوْحَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ: هَذَا مَثَلُ أُمَّةٍ تَكُونُ مِنْ بَعْدِكُمْ، يَقْهَرُ سُفَهَاؤُهَا حُلَمَاءَهَا"۔[48]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے کسی شخص کے ہاں ایک مہمان آیا، میزبان کے گھر میں ایک بھونکنے والی حاملہ کتیا تھی، وہ کتیا کہنے لگی: واللہ! میں اپنے مالک کے مہمان کے سامنے نہیں بھونکوں گی، اتنی دیر میں اس کے پیٹ میں موجود پلّے نے بھونکنا شروع کر دیا، کسی نے کہا: یہ کیا؟ اللہ نے ان میں سے ایک آدمی (زمانے کے نبی) پر وحی بھیجی کہ یہ تمہارے بعد آنے والی اس امت کی مثال ہے، جس کے بے وقوف لوگ عقل مندوں پر غالب آجائیں گے۔

محلِّ نظر:

علامہ شعیب الارنؤوط اور ان کے رفقاء کی تحقیق کے مطابق اس حدیث کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس میں عطاء بن سائب اختلاط[49] کا شکار ہو گئے تھے، اگرچہ یہ اختلاط سے قبل ایک جید عالم تھے، تاہم امام ابن معین نے فرمایا ہے کہ ان کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی،[50] امام علائی نے عطاء بن سائب کو اپنی کتاب بنام "المختلطین" میں ذکر کیا ہے، نیز امام یحییٰ بن سعید القطان کا یہ بھی کہنا ہے کہ شعبہ وسفیان کے علاوہ عطاء بن سائب کی روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا،[51] اور مذکورہ بالا روایت ان دونوں میں سے کسی سے بھی مروی نہ ہے، جس کا واضح مطلب ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان بھی اس روایت کو ماننے سے انکاری ہیں، نیز امام بزار نے بھی ابو حمزہ از عطاء بن سائب کی سند سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، تاہم علماء نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ عطاء بن سائب کی قبل از اختلاط روایت ہے، اور امام ہیثمی نے بھی اس کو دو مقام پر ذکر کرنے کے بعد کہا کہ اس میں عطاء بن سائب مختلط راوی ہیں۔[52] اختلاط کی صورت یہ ہے کہ مذکور بالا حدیث میں بنی اسرائیل کے کسی نبی علیہ السلام کا ذکر ہے، جبکہ مسند بزار میں یہ روایت یوں ہے:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَفَعَهُ، قَالَ:"كَانَ قَوْمٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ اسْتَضَافَهُمْ

ضَيْفٌ، وَكَانَ لَهُمْ كَلْبَةٌ مُجِحٌّ فَقَالَتِ الْكَلْبَةُ: لَا أَنْبَحُ ضَيْفَ أَهْلِي اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَعَوَى جِرَاؤُهَا فِي بَطْنِهَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ لِقَوْمٍ يَكُونُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَغْلِبَ سُفَهَاؤُهُمْ عَلَى خِيَارِهِمْ"۔[53]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کے ہاں مہمان ٹھہرا، میزبانوں کے ہاں ایک حاملہ کتیا تھی، کتیا نے کہا کہ آج رات میں اپنے مالکوں کے مہمان کو نہیں بھونکوں گی، اتنے میں اس کے پیٹ کا پلّا چیخنے لگ گیا، (یہ واقعہ بتا کر) رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: یہ ان لوگوں کی مثال ہے، جو آخری زمانے میں آئیں گے، ان کے بے وقوف لوگ عقل مندوں پر غالب آجائیں گے۔

مسند احمد اور مسند البزار دونوں کی روایات کے متون سامنے ہیں، اختلاط کا نتیجہ واضح ہے کہ مسند احمد کی روایت میں بنی اسرائیل کے کسی نبی علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے، جبکہ مسند البزار میں روایت کے آخری الفاظ رسول محتشم ﷺ کے بتائے جارہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء عطاء بن سائب کی ان روایات کو قابلِ حجت نہیں مانتے ہیں، جو اختلاط کے بعد روایت کی گئی ہیں، حتیٰ کہ خود امام احمد بن حنبل "عطاء بن سائب" کی سابقہ روایات ہی کو مانتے ہیں۔[54] نیز علامہ ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کو ضعیف شمار کیا ہے۔[55]

قصۃ الحدیث:4

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:"لَمَّا خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَرْضَ، جَعَلَتْ تَمِيدُ، فَخَلَقَ الْجِبَالَ، فَأَلْقَاهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ، فَتَعَجَّبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ خَلْقِ الْجِبَالِ، فَقَالَتْ: يَا رَبِّ، هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ: نَعَمْ، الْحَدِيدُ. قَالَتْ: يَا رَبِّ، هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيدِ؟ قَالَ: نَعَمْ، النَّارُ قَالَتْ:يَا رَبِّ، هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: نَعَمْ، الْمَاءُ. قَالَتْ: يَا رَبِّ، فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ، الرِّيحُ. قَالَتْ:يَا رَبِّ، فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الرِّيحِ؟ قَالَ: نَعَمْ، ابْنُ آدَمَ يَتَصَدَّقُ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ"۔[56]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے زمین بنائی تو وہ ہلنے لگی، چنانچہ اللہ نے پہاڑ بنائے اور ان سے فرمایا: اسے تھامے رہو، تو زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑوں کی سختی و مضبوطی دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی، انہوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! کیا آپ کی مخلوق میں پہاڑ سے بھی زیادہ ٹھوس کوئی چیز ہے؟ اللہ نے فرمایا: ہاں، لوہا ہے،

انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! کیا آپ کی مخلوق میں لوہے سے بھی طاقتور کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، آگ ہے، انہوں نے کہا: یارب! کیا آپ کی مخلوق میں آگ سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، پانی ہے، انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! کیا آپ کی مخلوق میں پانی سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟ اللہ نے فرمایا: ہاں، ہَوا ہے، انہوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! کیا آپ کی مخلوق میں ہَوا سے بھی زیادہ طاقتور کوئی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، ابن آدم ہے، جو اپنے داہنے ہاتھ سے اس طرح صدقہ دیتا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہونے پاتی۔

محلِّ نظر:

مذکور بالا حدیث کی بابت امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے، اور صرف اسی سند کے ساتھ مرفوع ہے، کسی اور سند کے ساتھ اس کا مرفوع ہونا ثابت نہ ہے۔[57] علامہ شعیب الارنوؤط اور ان کے رفقاء اس حدیث کی بابت رقمطراز ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے، سلیمان بن ابی سلیمان جو کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں، سے صرف عوام بن حوشب نے ہی روایت کیا ہے،[58] امام ابن حبان نے تساہل سے کام لیا، اور اس کو "الثقات" میں بیان کر دیا،[59] حالانکہ اس کی بابت ابن معین وذہبی فرماتے ہیں کہ وہ اس شخص کو نہیں جانتے۔[60] ابن ابی حاتم نے بھی امام ابن معین کے قول پر اکتفاء کیا ہے،[61] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے حضرت ابوہریرہ وابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے، اور پھر اس سے عوام بن حوشب اور قتادہ نے روایت کیا ہے، درست بات یہی ہے کہ دراصل یہ دو اشخاص ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے سلیمان بن ابی سلیمان اور پھر جن سے قتادہ نے روایت کی ہے، وہ اور شخص ہیں، وہ لیثی وبصری ہیں، نہ کہ یہ مذکور سلیمان بن ابی سلیمان مراد ہیں،[62] امام بخاری و ابن ابی حاتم نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے،[63] تاہم یہ دونوں سلیمان بن ابی سلیمان مجہول راوی ہیں۔[64] چونکہ مذکور بالا تحقیق کا تقاضاہے کہ اس روایت کو صحیح وحسن کا درجہ نہ دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ علامہ البانی نے اس روایت کو ضعیف شمار کیا ہے۔[65]

قصۃ الحدیث:5

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، كَانَ فِي مَمْلَكَتِهِ، فَتَفَكَّرَ، فَعَلِمَ أَنَّ ذَلِكَ مُنْقَطِعٌ عَنْهُ، وَأَنَّ مَا هُوَ فِيهِ قَدْ شَغَلَهُ عَنْ عِبَادَةِ رَبِّهِ، فَتَسَرَّبَ فَانْسَابَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ قَصْرِهِ، فَأَصْبَحَ فِي مَمْلَكَةِ غَيْرِهِ، وَأَتَى سَاحِلَ الْبَحْرِ، وَكَانَ بِهِ يَضْرِبُ اللَّبِنَ بِالْأَجْرِ، فَيَأْكُلُ وَيَتَصَدَّقُ بِالْفَضْلِ، فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ، حَتَّى رَقِيَ أَمْرُهُ إِلَى

مَلِكِهِمْ، وَعِبَادَتُهُ وَفَضْلُهُ، فَأَرْسَلَ مَلِكُهُمْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَأَبَى أَنْ يَأْتِيَهُ، فَأَعَادَ، ثُمَّ أَعَادَ إِلَيْهِ، فَأَبَى أَنْ يَأْتِيَهُ، وَقَالَ: مَا لَهُ وَمَا لِي؟ قَالَ: فَرَكِبَ الْمَلِكُ، فَلَمَّا رَآهُ الرَّجُلُ وَلَّى هَارِبًا، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْمَلِكُ رَكَضَ فِي أَثَرِهِ، فَلَمْ يُدْرِكْهُ، قَالَ: فَنَادَاهُ: يَا عَبْدَ اللهِ، إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنِّي بَأْسٌ، فَأَقَامَ حَتَّى أَدْرَكَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَنْ أَنْتَ رَحِمَكَ اللهُ؟ قَالَ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، صَاحِبُ مُلْكِ كَذَا وَكَذَا، تَفَكَّرْتُ فِي أَمْرِي، فَعَلِمْتُ أَنَّ مَا أَنَا فِيهِ مُنْقَطِعٌ، فَإِنَّهُ قَدْ شَغَلَنِي عَنْ عِبَادَةِ رَبِّي، فَتَرَكْتُهُ وَجِئْتُ هَاهُنَا أَعْبُدُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: مَا أَنْتَ بِأَحْوَجَ إِلَى مَا صَنَعْتَ مِنِّي، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ، فَسَيَّبَهَا، ثُمَّ تَبِعَهُ، فَكَانَا جَمِيعًا يَعْبُدَانِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَدَعَوَا اللهَ أَنْ يُمِيتَهُمَا جَمِيعًا، قَالَ: فَمَاتَا " قَالَ عَبْدُ اللهِ:لَوْ كُنْتُ بِرُمَيْلَةِ مِصْرَ، لَأَرَيْتُكُمْ قُبُورَهُمَا بِالنَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-66

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ امتوں میں تم سے پہلے ایک بادشاہ گذرا ہے، جو اپنی مملکت میں رہا کرتا تھا، ایک دن وہ غور وفکر کر رہا تھا، تو اسے یہ بات سمجھ آئی کہ اس کی حکومت ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی، اور وہ جن کاموں میں الجھا ہوا ہے، ان کی وجہ سے وہ اپنے رب کی عبادت کرنے سے محروم ہے، ایک دفعہ رات کے وقت چپکے سے اپنے محل سے نکلا، اور دوسرے ملک چلا گیا، وہاں سمندر کے کنارے رہائش اختیار کرلی، اور اپنا معمول یہ بنالیا کہ اینٹیں ڈھویا کرتا تھا، جو مزدوری حاصل ہوتی، اس میں سے کچھ کے ذریعے کھانے کا انتظام کرلیتا اور باقی سب اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتا، وہ اپنے اس معمول پر ثابت قدمی سے عمل کرتا رہا، حتیٰ کہ اس کی محنت وعبادت وصدقہ کی یہ خبر اس ملک کے بادشاہ کو ہوئی، اس کی عبادت اور فضیلت کا حال بھی اسے معلوم ہوا، تو اس ملک کے بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا، لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا، بادشاہ نے دوبارہ اس کو پیغام بھیجا، لیکن اس نے پھر انکار کر دیا، اور کہنے لگا کہ بادشاہ کو مجھ سے کیا کام؟ بادشاہ کو پتہ چلا، تو وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر اس کی طرف روانہ ہوا، جب اس شخص نے بادشاہ کو دیکھا، تو بھاگنے لگا، بادشاہ نے یہ دیکھ کر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس کے پیچھے پیچھے بھاگا، لیکن اسے نہ پاسکا، بالآخر اس نے دور ہی سے اسے آواز دی کہ اے بندۂ خدا! آپ کو مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، چنانچہ وہ اپنی جگہ کھڑا ہو گیا، اور بادشاہ اس کے پاس پہنچ گیا، بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں، فلاں ملک کا بادشاہ تھا، میں نے اپنے متعلق ایک مرتبہ غور وفکر کیا، تو مجھے سمجھ آئی کہ میری حکومت تو ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی اور اس حکومت کی وجہ سے میں اپنے رب کی عبادت سے محروم ہوں، اس لئے میں اپنی حکومت چھوڑ چھاڑ کر یہاں آگیا ہوں، تاکہ اپنے رب کی عبادت کر سکوں۔ بادشاہ کو اس کی یہ بات بڑی پسند آئی، اور کہنے لگا کہ آپ نے جو کچھ کیا، مجھے تو اس سے بھی زیادہ ایسا کرنے کی ضرورت ہے،

چنانچہ وہ اپنی سواری سے اترا، اسے جنگل میں چھوڑا اور اس کی اتباع اختیار کرلی، اور وہ دونوں اکٹھے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے، ان دونوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی تھی کہ ان دونوں کو موت اکٹھی آئے، چنانچہ ایسے ہی ہوا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں مصر کے اس چھوٹے سے ٹیلے کے پاس ہوتا، تو تمہیں ان دونوں کی قبریں دکھاتا، جیسا کہ نبی محتشم ﷺ نے ہمارے سامنے اس کی علامات و صفات ذکر فرمائی تھیں۔

محلِّ نظر:

مذکورہ بالا قصۃ الحدیث کا متن صالح ہے، نیز اس سے کثیر دعوتی مباحث کا حصول ہوتا ہے، تاہم علامہ شعیب الارنؤوط اور ان کے رفقاء اس روایت کو ضعیف الاسناد قرار دیتے ہیں، کیونکہ اس روایت کو یزید بن ہارون نے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عتبہ المسعودی سے اختلاط کے بعد روایت کیا ہے، نیز عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود نے اپنے والد سے کچھ زیادہ سماعت بھی نہیں کی۔[67] ابن عساکر و ذہبی نے بھی انہی موصوف عبد الرحمٰن بن عبد اللہ المسعودی کی بابت نشاندہی کی ہے کہ یہ اپنی وفات سے ایک یا دو برس قبل اختلاط کا شکار ہو گئے تھے،[68] لہٰذا اختلاط کے بعد والی روایات سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، مزید بر آں امام علائی خود امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے یزید بن ہارون کی بابت فرماتے ہیں کہ یہ بغداد میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے،[69] امام ہیثمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو احمد و ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے، تاہم ان کی اسناد میں المسعودی راوی ہیں، جو اختلاط کا شکار ہو گئے تھے،[70] نیز محقق حسین سلیم اسد کی تحقیق بھی اس قصۃ الحدیث کو ضعیف قرار دیتی ہے۔[71]

خلاصۂ بحث و نتائج:

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں محض ان روایات کو جمع کر دیا، جو محدثین کے ہاں معروف و مشہور تھیں، اگر وہ مسند میں محض ان روایات کا اندراج کرتے، جو ان کے ہاں صحیح یا حسن کے درجہ پر فائز تھیں، تو چند ایک روایات رہ جاتیں۔ چونکہ قصص الحدیث، ذخیرۂ حدیث کا جزوِ لاینفک ہے، اور ان سے تاریخی، معاشرتی، معاشی، سیاسی و دعوتی علوم و فنون کے رہنما اصول کا حصول ہوتا ہے، تاہم مسند احمد بن حنبل کی روایاتِ مرفوعہ جو کہ اقوامِ ماضیہ کے متعلق ہیں، نیز اُن کی تعداد تقریباً ساٹھ (٦٠) ہے، ان میں سے پانچ (٥) قصص الحدیث میں ایسے علل پائے جاتے ہیں، جن کی بنا پر اصولینِ حدیث اور شارحینِ حدیث ان قصص الحدیث کی صحت کا انکار کرتے ہیں، لہٰذا ان قصص الحدیث سے استدلال و استنباط کیا جاسکتا، اور نہ مسلم علماء کے ہاں ان قصص الحدیث کو بنیاد بنا کر حجت پکڑی جاسکتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(1) القاسمی، محمد جمال الدین بن محمد: قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الباب السادس: فی الاسناد، وفیہ مباحث، معنی السند والاسناد والمسند والمتن: ج1، ص202۔

(2) محمد بن صالح: مصطلح الحدیث، مکتبۃ العلم، القاہرۃ، ط1، 1415ھ، 1994ء، القسم الثانی: ج1، ص55۔

(3) شاہ ولی اللہ الدہلوی، احمد بن عبد الرحیم: حجۃ اللہ البالغۃ، دار الجیل، بیروت، لبنان، ط1، 1426 ھ، 2005ء، باب طبقات کتب الحدیث: ج1، ص232

(4) المدینی، محمد بن عمر، ابو موسیٰ، الاصبہانی: خصائص مسند الامام احمد، تحقیق: محمد بن ناصر العجمی، شرکۃ دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان، ط1، 1428ھ، 2007ء، ص32۔

(5) ایضاً، ص35، 34۔

(6) ایضاً، تحت الحاشیہ، ص17

(7) ایضاً، ص40: احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ: مسند، تحقیق: شعیب الارنؤوط ورفقائہ، مؤسسۃ الرسالۃ، ط1، بدون تاریخ، مقدمۃ التحقیق، اقسام الاحادیث التی فی المسند: ج1، ص66۔

(8) مسند احمد بن حنبل، مسند البصریین، ومن حدیث سمرۃ بن جندبٍ، عن النبی ﷺ، ج33، ص305، رقم الحدیث: 20117۔

(9) الاعراف: 07: 189، 190۔

(10) الحاکم، محمد بن عبد اللہ، ابو عبد اللہ: المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط2، 1422ھ، 2002ء، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، وذکر مناقبہم واخبارہم مع الامم علیٰ لسان سیدنا المصطفیٰ ﷺ، ذکر آدم علیہ السّلام، ج2، ص594، رقم الحدیث: 4003۔

(11) ابو احمد بن عدی، الجرجانی: الکامل فی ضعفاء الرجال، الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ط، بدون تاریخ، ج6، ص86، رقم الشخصیۃ: 1211۔

(12) ایضاً۔

(13) اس سند میں حسن سے مراد حسن بن ابی الحسن البصری ہیں، ایک سو دس ہجری میں 90 برس کی عمر میں انتقال کیا، یہ ایک فقیہ وثقہ فاضل تھے، تاہم ترسیل وتدلیس کیا کرتے تھے۔ (ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، ابو الفضل: تقریب التہذیب، دار العاصمۃ للنشر والتوزیع، بدون تاریخ، ص236، رقم الشخصیۃ: 1237)۔

(14) مسند احمد بن حنبل، مسند البصرین، ومن حدیث سمرۃ بن جندبٍ، عن النبی ﷺ، ج33، ص305، تحت حدیث: 20117۔

(15) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ: سنن ترمذی، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ط2، 1395ھ، 1975ء، ابواب تفسیر القران عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ الاعراف، ج5، ص267، تحت رقم الحدیث: 3077۔

(16) احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ، الشیبانی: العلل ومعرفۃ الرجال، دار الخانی، الریاض، ط1422ھ، الجزء السّادس من کتاب العلل ومعرفۃ الرّجال، ج3، ص108، رقم الشخصیۃ: 4433۔

(17) الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، ابو عبد اللہ، شمس الدین: میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان، بدون تاریخ، عمر بن ابراہیم، ابو حفص العبدی البصری، ج3، ص179۔

(18) الاعراف 189:07۔

(19) ایضاً: 190۔

(20) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء: تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ط2، 1420ھ، 1999ء، ج3، ص527، 526، تحت: الاعراف 189:07۔

(21) طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر: جامع البیان، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ، ط2، بدون تاریخ، ج13، ص315، تحت: الاعراف 189:07، 190، رقم الروایۃ: 15528۔

(22) الاعراف 190:07۔

(23) طبری: جامع البیان، ج13، ص315، 314، تحت: الاعراف 07: 189، 190، رقم الروایۃ: 15527؛ مسند احمد بن حنبل، محقق: شعیب الارنوط، عادل مرشد ورفقائہ، مسند البصرین، ومن حدیث سمرۃ بن جندبٍ، عن النبی ﷺ، ج33، ص305، تحت حدیث: 20117۔

(24) ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، ج3، ص527، تحت: الاعراف 189:07۔

(25) ابن القیسرانی، محمد بن طاہر بن علی، ابو الفضل: ذخیرۃ الحفاظ، دار السلف، الریاض، ط1416ھ، 1996ء، ج4، ص1971، 1972، رقم الروایۃ: 4532۔

(26) البانی، محمد ناصر الدین، ابو عبد الرحمٰن: ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، المکتب الاسلامی، بدون تاریخ، ص687، رقم الروایۃ: 4769۔

(27) البانی، محمد ناصر الدین، ابو عبد الرحمٰن: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرہا السیئ فی الامۃ، مکتبۃ المعارف، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ط1، 1412ھ، 1992ء، ج1، ص516، 517، رقم الروایۃ: 342۔

(28) مبارکپوری، محمد بن عبد الرحمٰن، ابو العلاء: تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی، دار الفکر، بیروت، بدون تاریخ، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الاعراف، ج8، ص465۔

(29) طبری: جامع البیان، ج13، ص313، تحت: الاعراف 189:07، 190، رقم الروایۃ: 15525۔

(30) مبارکپوری: تحفۃ الاحوذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الاعراف، ج8، ص465۔

(31) الاعراف190:07۔

(32) مبارکپوری:تحفۃ الاحوذی،ابواب تفسیر القرآن،باب ومن سورۃ الاعراف،ج8،ص465۔

(33) البقرۃ 30:02۔

(34) مسند احمد بن حنبل،مسند المکثرین من الصحابۃ،مسند عبداللہ بن عمر،ج10،ص317،318،رقم الحدیث:6178۔

(35) ابن حبان،محمد بن حبان بن احمد،التمیمی،ابوحاتم،الدارمی،البستی:الثقات،دائرۃ المعارف العثمانیۃ بحیدر آباد الدکن الہند،ط1،1393ھ،1973ء، باب المیم،ج7،ص451،رقم الشخصیۃ:10882۔

(36) ابن حجر عسقلانی،احمد بن علی،ابوالفضل:تہذیب التہذیب،مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیۃ،الہند،ط1،1326ھ،حرف الزاء من اسمہ زہیر،ج3، ص350،رقم الشخصیۃ:645۔

(37) ابن ابی حاتم،عبدالرحمٰن بن محمد،ابومحمد:الجرح والتعدیل،طبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ،بحیدر آباد الدکن،الہند،دار احیاء التراث العربی، بیروت،ط1، 1371ھ،1952ء،ج3،ص590،رقم الشخصیۃ:2675۔

(38) مسند احمد بن حنبل،تحقیق:شعیب الارنؤط،عادل مرشد ورفقائہ،مسند المکثرین من الصحابۃ،مسند عبداللہ بن عمر،ج10،ص321،تحت رقم الحدیث:6178۔

(39) نسائی،احمد بن شعیب،ابوعبدالرحمٰن:الضعفاء والمتروکون،مؤسسۃ الکتب الثقافیہ،ط1، 1405ھ،رقم الشخصیۃ:230،ص112۔

(40) ابن حبان:الثقات،اتباع التّابعین الّذین رووا عن التّابعین،باب الزاء،ج6،ص335،رقم الشخصیۃ:8007۔

(41) المزی،یوسف بن عبدالرحمٰن،ابوالحجاج:تہذیب الکمال فی اسماء الرجال،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،ط1، 1400ھ،1980ء،باب الزاء،زہیر بن محمّد التمیمی العنبری،رقم الشخصیۃ:2017،ج9،ص418۔

(42) عسقلانی:تہذیب التہذیب،حرف الزاء من اسمہ زہیر،ج3،ص350،رقم الشخصیۃ:645۔

(43) مسند احمد بن حنبل،محقق:شعیب الارنؤط،مسند المکثرین من الصحابۃ،مسند عبداللہ بن عمر،ج10،ص321،تحت رقم الحدیث:6178۔

(44) ابن کثیر:تفسیر القران العظیم،ج1،ص354،تحت:البقرۃ102:02۔

(45) مسند احمد بن حنبل،محقق:شعیب الارنووط،مسند المکثرین من الصحابۃ،مسند عبداللہ بن عمر،ج10،ص321،تحت رقم الحدیث:6178۔

(46) التحریم06:66۔

(47) القرطبی،محمد بن احمد،ابوعبداللہ:الجامع لاحکام القرآن = تفسیر القرطبی،دار الکتب المصریۃ،القاہرہ،ط2،1384ھ،1964ء،ج2،ص52،تحت: البقرہ02:102۔

(48) مسند احمد بن حنبل،مسند المکثرین من الصحابہ،مسند عبداللہ بن عمر،ج11،ص158،159،رقم الحدیث:6588۔

(49) حافظہ کمزور اور خراب ہونے کو اختلاط کہتے ہیں، محدثین کی اصطلاح میں اقوال وافعال کے عدم انتظام اور عقل کے فساد کو اختلاط کہتے ہیں، جبکہ جو راوی اختلاط کا شکار ہو جائے، اسے مختلط راوی کہتے ہیں (ماہر یاسین: اثر علل الحدیث فی اختلاف الفقہاء، دار عمار للنشر، عمان، ط1، 1420ھ، 2000ء، الفصل الثانی، علل السند، الفرع الثانی، اختلاط الراوی، ص116)۔

(50) مسند احمد بن حنبل، تحقیق: شعیب الارنؤوط ورفقائہ، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند عبد اللہ بن عمر، ج11، ص159، تحت رقم الحدیث: 6588۔

(51) العلائی، خلیل بن کیکلدی، ابو سعید: المختلطین، مکتبۃ الخانجی، القاہرۃ، ط1، 1417ھ، 1996ء، حرف العین، عطاء بن السائب الثقفی الکوفی، ص83۔

(52) مسند احمد بن حنبل، تحقیق: شعیب الارنؤوط ورفقائہ، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند عبد اللہ بن عمر، ج11، ص159، تحت رقم الحدیث: 6588۔

(53) البزار، احمد بن عمرو، ابو بکر: مسند البزار، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ط1، (بدات 1988ء، وانتہت 2009ء)، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، ج6، ص391، رقم الحدیث: 2412۔

(54) السید ابو المعاطی النوری، احمد عبد الرزاق عید، محمود محمد خلیل: موسوعۃ اقوال الامام احمد بن حنبل فی رجال الحدیث وعللہ، عالم الکتب، ط1، 1417ھ، 1997ء، ج2، ص449، تحت رقم الشخصیۃ: 1784۔

(55) البانی: ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، ج1، ص524، رقم الحدیث: 3583۔

(56) مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند انس بن مالک، ج19، ص277، 276، رقم الحدیث: 12253۔

(57) سنن ترمذی، ابواب تفسیر القران عن رسول اللہ ﷺ، ج5، ص454، تحت رقم الحدیث: 3369۔

(58) مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند انس بن مالک، ج19، ص277، تحت رقم الحدیث: 12253۔

(59) ابن حبان: الثقات، ج4، ص315، رقم الشخصیۃ: 3084؛ مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند انس بن مالک، ج19، ص277، تحت رقم الحدیث: 12253۔

(60) ذہبی: میزان الاعتدال، سلیمان بن ابی سلیمان مولی ابن عباس، ج2، ص211، رقم الشخصیۃ: 3476۔

(61) ابن ابی حاتم: الجرح والتعدیل، ج4، ص122، رقم الشخصیۃ: 531

(62) مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند انس بن مالک، ج19، ص277، تحت رقم الحدیث: 12253۔

(63) بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ: التاریخ الکبیر، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد، الدکن، س ن، ج4، ص15، 14، رقم الشخصیۃ: 1806، 1807؛ ابن ابی حاتم: الجرح والتعدیل، ج4، ص122، رقم الشخصیۃ: 531، 532۔

(64) مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند انس بن مالک، ج19، ص277، تحت رقم الحدیث: 12253۔

(65) البانی: ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، ص688، 687، رقم الروایۃ: 4770۔

(66) مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند عبد اللہ بن مسعود، ج7، ص737، 336، رقم الحدیث: 4312۔

(67) مسند احمد بن حنبل، تحقیق:شعیب الارنؤوط و رفقائہ، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند عبد اللہ بن مسعود، ج7، ص337،338، تحت رقم الحدیث:4312۔

(68) ابن عساکر، محمد بن مکرم بن علی، ابو الفضل، جمال الدین، ابن منظور الافریقی: مختصر تاریخ دمشق، دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر، دمشق، سوریا، ط1، 1408ھ، 1988ء، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عتبۃ، ج14، ص278؛ ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، ابو عبد اللہ، شمس الدین: سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، ط3، 1402ھ، 1982ء، الطبقۃ السادسہ، المسعودی عبد الرّحمن بن عبد اللہ بن عتبۃ، ج7، ص94، 95۔

(69) علائی: المختلطین، حرف العین، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عتبۃ بن عبد اللہ بن مسعود المسعودی، رقم الشخصیۃ:28، ص72۔

(70) الہیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان، ابو الحسن: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دار الکتب العربی، بیروت، بدون تاریخ، کتاب الزّہد، باب التّفکّر فی زوال الدّنیا، ج10، ص218، تحت رقم الحدیث:17641۔

(71) الموصلی، احمد بن علی بن المثنی، ابو یعلی: مسند ابی یعلی، تحقیق: حسین سلیم اسد، دار المأمون للتراث، دمشق، ط1، 1404ھ، 1984ء، مسند عبد اللہ بن مسعودٍ، ج8، ص432، تحت رقم الحدیث:5015؛ ج9، ص262، تحت رقم الحدیث:5383۔

References in English

1. AL-QURAN

2. Al-Qasmi, Muhammad jamal ud din bin muhammad : Qwaid ut tahdith min funoon e mustalih al- ahdith, dar ul kutub ul ilmiah, beirut, labnan, n.d.

3. Muhammad bin Salih: mustalih ul hadith, maktbat ul ilm, al-qahirah, 1994ء.

4. Shah wali u allah al-dehlwi, ahmad bin abd ur rahim: Hujjat u Allah al-Baligah, dar ul jil, beirut, labnan, 2005ء.

5. Al-madini, Muhammmad bin umar, abu musa, al- alsbahani: Khsais ul musnad ul imam ahmad. Tahqiq: Muhammad bin nasir al-ajmi, shirkat u dar ul bshair ul islamiah, beirut, labnan, 2007ء.

6. Ahmad bin hanbal, abu abdullah: Musnad. Tahqiq: al-sheikh shuaib arnaut, muassasah al-risalah, beirut, n.d.

7. Al- hakim, muhammad bin abdullah, abu abdullah:Al-mustadrak alassahihen, dar ul kutub ul ilmiah, beirut, 2002ء.

8. Abu ahmad bin adi, al-jurjani: Al-kamil fi dhuafa e al-rijaal, dar ul kutub ul ilmiah, beirut, n.d.

9. Ibn e hajar asqlani, ahmad bin ali, abu al-fadhal: taqreeb ul tahzeeb, dar ul asimah linashr wa al-tozie, n.d.

10. Tirmazi, muhammad bin isa, abu isa: sunan e tirmazi, shirkah maktbah wa matba,ah mustafa al-babi al-halbi, Egypt, 1975ء.

11. Ahmad bin hanbal, abu abdullah: Al ilal wa marifat ur rijaal, dar ul khani, riyadh, 1422 H.

12. Al-zahabi, muhammad bin ahmad bin uthman, abu abdullah: meezan ul ietidaal, dar ul marifah littba,ah, wannashr, beirut, labnan, n.d.

13. Ibn e kaseer, ismail bin umar, abu al-fida: tafseer ul quran al azeem, dar e taibah linnashr wa al-tozeea, 1999ء.

14. Tibri, muhammad bin jareer, abu jafar: jami ul biyan, maktabah ibn e taimiyyah, al-qahirah, n.d.

15. Ibn ul qaisrani, muhammad bin tahir, abu al-fadhal: Zahirah al-haffaz, dar al- salaf, riyadh, 1996ء.

16. Albani, muhammad nasir ud din, abu abd ur rahman: dhaeef ul jami ul saghir wa ziyadah, al-maktab ul islami, n.d.

17. Albani, muhammad nasir ud din, abu abd ur rahman: silsalah al-ahadith ul dhaeefah wa almodhoah wa asruha alsi,ah fi al-ummah, maktabah al-muarif, riadh, al-mamlakah al-arabiah al-saudiah, 1992ء.

18. Mubakpoori, muhammad bin abd ur rahman, abu al-ala: tuhfah alahwazi bisharh jami ul tirmazi, dar ulfikar, beirut, n.d.

19. Ibn e Hiban, Muhammad bin hiban bin ahmad, al-tamimi, abu hatim, al-darmi: Assiqaat, dairah al-muarif al-uthmaniah, haider abad, dakkan, Al-Hind, 1973ء.

20. Ibn e hajar asqlani, ahmad bin ali, abu al-fadhal: tahzeeb ul tahzeeb, matba,ah, dairah al-muarif al-nizamiah, al-hind, 1326 H.

21. Ibn e abi hatim, abd ur rahman bin muhammad, abu muhammad: Al-jarh wa al-tadeel, taba,ah majlis dairah al-muarif al-uthmaniah, haider abad, dakkan, Al-Hind, dar e ihya u al-turas al-arabi, beirut, 1952ء.

22. Nisai, ahmad bin shuaib,abu abd ur rahman: Al-dhuafa wa al-matrukoon, muassasah al-kutub al-sqafah, 1405 H.

23. Al-muzai, yousaf bin abd ur rahman, abu al-hajjaj: tahzeeb u al-kmal fi asma e al-rijaal, muassasah al-risalah, beirut, 1980ء.

24. Al-qrtabi, muhammad bin ahmad, abu abdullah: aljame u liahkam al-quran, dar alkutub al-misriyyah, al-qahirah, 1964ء.

25. Mahir yasin, asr u ilal al-hadith fi ikhtilaf al-fuqha, dar e ammaar linnashr, oman, 2000ء.

26. Al-alai, khalilbin kakaldi, abu saeed: al-mukhtaliteen, maktabah al-khanji, al-qahirah, 1996ء.

27. Al-bazzar, ahmad bin amar, abu bakar: musnad al-bazzar, maktabah al-ilm wa alhikm, al-madinaj al-munawwarah, 2009ء.

28. Sayyed abu almuati al-noori, ahmad abd u al-razzaq, mahmood muhammd khalil: moso,ah aqwal u al-imam ahmad bin hanbal fi rijal al-hadith wa ilaluh, aalim al-alkutub, 1997ء.

29. Bukhari, muhammad bin ismail, abu abdullah: al-tarikh al-kabir, dairah al-muarif al-uthmaniah, haider abad, dakkan, Al-Hind, n.d.

30. Abn e asakar, muhammad bin mukarram, abu al-fadhal, ibn e manzoor al-afriqi: mukhtasar tarikh e dimashq, dar al-fikar littaba,ah wa al-tozie wa alnnashr,dimashq, syria, 1988ء.

31. Al-zahabi, muhammad bin ahmad bin uthman, abu abdullah: siyar alaam al-nubala, muassasah al-risalah, 1982ء.

32. Al-Haismi, noor ud din eli bin abi bakar bin suleman, abu al-hasan: majma al-zwaid wa manba al-fwaid, dar ul kutub al-arabi,beirut, n.d.

33. Al-mosli, ahmad bin ali, abu yala: musnad e abu yala, tahqiq:husain saleem asad, dar al-mamoon litturas, dimashq, 1984ء.